رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۵۴ د — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فون : ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۳۶

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۷۱ ● اتوار ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ ھ ؛ ۱۴ نبوت ۱۳۶۱ ہش ؛ ۱۴ نومبر ۱۹۸۲ء ● نمبر ۲۵۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ نبوت / نومبر ۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا العالی کو جلد سے جلد صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے ۔ آمین ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ لعب، لہو، زینت، تفاخر اور تکاثر کو غالب نہ آنے دے

یہ ساری وہ چیزیں ہیں کہ اگر دنیا کے لحاظ سے غالب آجائیں تو قومیں تباہ ہو جایا کرتی ہیں

ان سارے جذبات کو مذہبی اقدار میں تبدیل کر کے ان اقدار کی پیروی کی طرف اپنی توجہات کو مبذول کر دیں

ان دنیوی لذتوں میں اپنے آپ کو ضائع نہ کریں بلکہ اپنی ذات میں وہ عظمتِ کردار حاصل کریں جو سب سے زیادہ لذت پہنچاتی ہے

اس کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اپنے ان بھائیوں اور بہنوں کے لئے بھی دعا کریں جو غیر قوموں میں آج اسلام کے سفیر بنے ہوئے ہیں

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۲ اخاء ۱۳۶۱ ہش مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ :- مکرم بشیر احمد اختر صاحب ۔ رکن شعبہ زود نویسی ۔ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی پڑھیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(الحدید آیت ۲۱-۲۲)

اور پھر فرمایا۔

یہ

سورۃ الحدید کی دو آیات

(۲۱ اور ۲۲) ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانی زندگی اور اس کی دلچسپیوں اور اس کے ماحصل کا بہت ہی مختصر لیکن جامع الفاظ میں خلاصہ پیش فرما دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زندگی جس کے لئے انسان اپنی تمام تر توجہات ضائع کر دیتا ہے۔ تمام کوششوں اور تمام زندگی کی جدوجہد کا مقصود جس زندگی کو بنا لیتا ہے وہ زندگی کھیل ہے اور لہو ہے اور زینت ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنے کا ذریعہ ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور ایک دوسرے سے زیادہ کثیر تعداد میں ان کے مالک بننے کا نام ہے۔ فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس زندگی کی مثال

ایسے بادل کی سی ہے جس کو دیکھ کر کافر یا زراع خوش ہوں اور وہ سمجھتے ہوں کہ ہمارے لئے اس سے بہت ہی اچھی نباتات نکلے گی۔ پھر حقیقتاً لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اس سے نمودار ہوں لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ خشک ہو جائیں اور پھر تُو ان کو زرد دیکھے یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ ہو کے بکھر جائیں اور انجام کار آخرت میں شدید عذاب ہو۔ لیکن ساتھ ہی مغفرت بھی ہو اللہ کی طرف سے اور اس کی رضوان بھی ہو۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ دیکھو! دنیا کی زندگی ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اللہ کی مغفرت کی طرف دوڑو۔ ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ تاکہ تمہیں اپنے رب کی طرف سے مغفرت حاصل ہو اور ایسی جنت ملے جس کی قیمت یا جس کا حجم، دونوں لحاظ سے

آسمان اور زمین کے برابر

ہو۔ یہ جنت ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ یہ خاص فضل ہے اللہ کی طرف سے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

اِن آیات کریمہ میں زندگی کا جو خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے لعب رکھا ہے۔ کھیل کود۔ اور دنیا میں بسنے والے بہت سے انسانوں کی تعداد ایسی ہے جو زندگی کو محض کھیل کود اور ظاہری دلچسپیوں کے ذریعہ سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ وَلَهْوٌ اور ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ تمام ایسی لذتیں جن کا انسانی شہوات سے تعلق ہو لہو میں آجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زندگی میں اکثر انسان ان دو چیزوں کی پیروی ہی کو اپنا مقصود بنا لیتے ہیں۔ اور اس کے بعد نسبتاً زیادہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ ان سے زیادہ توفیق دیتا ہے اگلے قدم پر، وہ زینت کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ درجہ بدرجہ انسانی زندگی کو دنیا میں جتنی عظمت حاصل ہوتی چلی جاتی ہے دنیا دار کی نگاہ میں، جتنا اس کو حاصل ہونے لگتا ہے۔ (دنیا کی اصطلاح میں) اسی قدر زیادہ وہ زینت کے سامان اپنے لئے پیدا کرتا ہے وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور زینت کے سامان اس کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ حقیقت میں

مال کی ذاتی محبت

میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے اور مال کا مقصد صرف لہو و لعب یا زینت حاصل کرنا نہیں رہتا بلکہ آخر کار ان لوگوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مال کی ذاتی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر فخر کرنے کے نتیجے میں، فخر کے حصول کے نتیجے میں وہ مال کو بھی بڑھانے لگتے ہیں اور اولاد کو بھی بڑھانے لگتے ہیں۔ یعنی فی ذاتہٖ یہ مقصود بن جاتے ہیں

اس سے مراد کیا ہے؟ اگر آپ غور کریں تو انسانی زندگی کی تمام کجیاں اور تمام بے راہ رویاں اسی آیت کے اندر مذکور ہیں اور اس کا تجزیہ نہایت ہی پاکیزہ رنگ میں یہاں کر دیا گیا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی خرابیاں ہیں، جتنی بھی تباہیاں ہیں معاشرہ کی، جتنی بھی انسانی بیماریاں ہیں ان سب کا تجزیہ اس مختصر آیت میں پیش فرما دیا گیا ہے اور اعلیٰ اقدار سے روکنے کی جتنی بھی چیزیں ذمہ دار ہو سکتی ہے ان سب کا یہاں ذکر فرمایا گیا ہے۔

آپ کھیل کود اور لہو و لعب سے بات شروع کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ وہ

کم سے کم زندگی کا مطلوب

ہے جو وسیع طور پر انسان کو حاصل ہو سکتا ہے یعنی اس میں امیر اور غریب کا فرق ہوتا تو ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ غریب اس سے محروم رہ جائے۔ امیروں کو بہت ہی مہنگی اور اچھی قسم کی کھیلیں مہیا ہو جاتی ہیں۔ غریب کو معمولی کھیلیں مہیا ہو جاتی ہیں۔ کوئی اور بس نہیں چلتا، کرکٹ نہیں کھیل سکتا، ہاکی نہیں کھیل سکتا۔ فٹ بال نہیں کھیل سکتا۔ تو کپڑے اتار کے کبڈی تو کھیل ہی سکتا ہے اور یہاں سے خدا نے بات شروع کی ہے جو انسانی زندگی کے بہت ہی وسیع پیمانے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اسی طرح نفسانی خواہشات کی پیروی میں بھی امیر و غریب برابر ہیں اس لحاظ سے کہ دونوں کا بس چلے تو کسی نہ کسی حد تک وہ نفسانی خواہشات کی پیروی کر لیتے ہیں۔ لیکن کھیل کود سب سے عام ہے اور نفسانی خواہشات کی پیروی اس سے نسبتاً چھوٹے دائرہ کی ہے لہٰذا اس کا بعد میں ذکر فرمایا۔

زینت کا مقام اس کے بعد آتا ہے۔ اگرچہ ہر انسان کی خواہش ہے کہ میں زینت اختیار کروں لیکن

زینت کا خاص تعلق

نسبتاً زیادہ اموال سے ہے۔ جب زندگی کی ادنیٰ ضروریات پوری ہو جائیں تو پھر زینت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ غربت کے ساتھ بعض دفعہ زینت کا تصور بھی مٹ جاتا ہے جس غریب کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں، پیٹ بھر کے کھانا میسر نہیں، بچوں کے پہننے کے لئے کپڑے نہیں ہیں، اور بسنے کے لئے گھر نہیں ہے۔ اس غریب کو زینت کی کیا ہوش ہو سکتی ہے۔ وہ تو بعض دفعہ خود اتنا گندا رہتا ہے کہ اس کے قریب سے بھی گزرو تو بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے درجہ بدرجہ انسانی زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے زینت کو بعد میں رکھا۔ فرمایا ایک ایسا طبقہ بھی ہے انسانوں کا جس کو ادنیٰ ضرورتیں مہیا ہو جاتی ہیں تو پھر وہ زینت کا خیال کرتا ہے۔

اور زینت کے ساتھ لازماً تفاخر کا تعلق ہے۔ جب انسان زینت اختیار کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ میں دوسرے کو دکھاؤں اور دوسرے سے بہتر نظر آؤں مختلف زبانوں میں یہ کہانیاں مشہور ہیں کہ بعض دفعہ عورتیں دکھاوے کی خاطر گھر جلوا بیٹھیں جس انسان کے اندر زینت آجائے اس میں بے اختیار تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنی زینت کا اظہار کرے اور دکھاوا کرے تو اس سے مضمون رُخ بدل کر تفاخر میں داخل ہو جاتا ہے۔ زینت کا حصول پھر فخر پیدا کرتا ہے اور انسان انسان پر اور قومیں قوموں پر فخر کرنے لگ جاتی ہیں۔

وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یہاں تک کہ انسانی دولتیں جو کچھ بھی خرید سکتی ہیں وہ خریدنے کے باوجود، سب کچھ حاصل ہونے کے باوجود پھر بھی

حرص باقی رہ جاتی ہے۔

اور وہ حرص فی ذاتہٖ مال کی محبت اور قومی بڑائی پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ انسان محض اس غرض میں مبتلا ہو جاتا ہے زیادہ دولت کے بعد کہ اسے اور دولت حاصل ہو۔ اور یہ جو آخری بیماری ہے یہ بعض دفعہ اتنی شدت اختیار کر جاتی ہے کہ پہلے کی ادنیٰ چیزیں ذہن سے اتر جاتی ہیں اور غائب ہو جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بعض دفعہ نہ کھیل کا شوق رہتا ہے، نہ لہو کا، نہ زینت کا، کسی اور رنگ میں نہ تفاخر کا۔ صرف اور صرف پیسہ اکٹھا کرنا اور طاقت کا حصول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی زندگی کا مقصد

بن جاتا ہے۔

یہاں اولاد کا جو ذکر فرمایا گیا کہ اولاد میں بھی تکاثر ہوتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آجکل کی دنیا میں تو اولاد پر نہ تفاخر ہوتا ہے نہ تکاثر۔ کسی زمانے میں جب سوسائٹی ادنیٰ حالت پر تھی اسوقت، ہو سکتا ہے لوگ فخر کرتے ہوں کہ ہمارے بچے زیادہ ہیں۔ آجکل کے زمانے میں تو بعض دفعہ بچوں کی تعداد پوچھو تو لوگ شرما جاتے ہیں۔ جن کے سات آٹھ بچے ہوں یا دس گیارہ بچے ہوں وہ ذرا جھجک کے جواب دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم نے یہ کیا فرما دیا کیا؟ تَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اموال میں تو تکاثر ہے، اولاد میں تکاثر کیسے ہو گیا؟ اصل بات یہ ہے کہ انسانی زندگی جوں جوں ترقی کر رہی ہے اس کی اصطلاحیں بدلتی جا رہی ہیں۔ جہاں فیملی یونٹ ٹوٹ رہے ہیں یعنی خاندانی تصورات مٹ رہے ہیں، وہاں قومی تصورات ان کی جگہ لے رہے ہیں اور تَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ کا یہاں یہ معنیٰ ہو جائے گا کہ قومیں اپنی

عددی برتری پر فخر

کرتی ہیں اور ایکدوسرے پر عددی قوت کو بڑھانے کی کوشش کر رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ انسانی قوت کے لحاظ سے وہ دوسروں پر سبقت لے جائیں۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ بظاہر اس وقت ہر طرف فیملی پلاننگ کا حکم ہو رہا ہے حکومتوں کی طرف سے، لیکن قوموں کو گہری فکر اس بات کی لاحق ہو رہی ہے کہ ہم عددی لحاظ سے کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ روس کو یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ چین عددی قوت کے لحاظ سے ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ امریکہ کو یہ دھڑکا رہتا ہے کہ روس اور چین عددی قوت کے لحاظ سے ہم سے آگے نکل رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ اقتصادی لحاظ سے ان کو فیملی کا چھوٹا یونٹ زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے لیکن قومی نقطۂ نگاہ سے وہ اموال اور اولاد، دونوں کی

کثرت کی خواہش

رکھ رہے ہیں۔ چنانچہ روس کے متعلق جو تازہ معلومات ہیں، جو اعداد و شمار یورپ میں چھپ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو سفید رشیا ہے اسکو بڑی شدید فکر لاحق ہو گئی ہے کہ وہ رشیا جو سفید فام نہیں اور جس کی اکثریت مسلمانوں کی ہے اس کی تعداد زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اگر وہ اور زیادہ بڑھ گئی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ڈیموکریٹک قوانین کے تابع یورپین رشیا پر بھی قبضہ کر لے اور اس بارے میں وہ بہت فکر مند ہے اور اس بارے میں تجویزیں سوچی جا رہی ہیں کہ نان وائٹ رشیا (غیر سفید فام روس) کے غلبے کو کس طرح روکا جا سکے۔

تو تَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ میں، جب اصطلاحیں بدلتی ہیں تو معنی بھی ساتھ بدل جاتے ہیں۔ زمانہ بدلتا ہے تو اور رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسا زمانہ بھی آ سکتا ہے کہ جب اولاد، سٹیٹ کی اولاد مراد ہو اور اموال، سٹیٹ کے اموال مراد ہوں۔ اس صورت میں تمام ریاست کے اموال اور تمام ریاست کی اولاد میں ایک دوسرے پر تکاثر کی کوشش ہو گی۔ چنانچہ جو اشتراکی ممالک ہیں ان میں اموال کے معنے بھی سٹیٹ کے اموال کے بن جاتے ہیں۔ ریاست کے اموال۔ اور اس لحاظ سے ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہیں۔

اور یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو انسان کے اندر بے راہروی پیدا کرتی ہیں اور اسے

زندگی کے اعلیٰ مقاصد

سے ہٹا دیتی ہیں، اس کی توجہ پھیر دیتی ہیں اور معاشرے کی اکثر برائیوں کی بنیاد بن جاتی ہیں یہ چیزیں۔ چنانچہ کھیل کود اگرچہ ضروری ہے زندگی کے لئے، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کھیل کا ذکر فرمایا صحت کے کیلئے ورزش کرنا یا کھیلنا، یہ ساری چیزیں ضروری ہیں لیکن جب ان کی طرف زیادہ توجہ ہو جائے تو سنجیدگیاں مٹ جاتی ہیں اور کام کرنیوالی عظیم قومیں بھی بعض دفعہ کھیلوں کی طرف زیادہ راغب ہو کر اپنے مقاصد سے ہٹ جاتی ہیں۔ اب کھیلوں کے اندر صرف وہ کھیلیں نہیں ہیں جن کو ہم کھیلیں سمجھ رہے ہیں مثلاً گلی ڈنڈا یا کبڈی یا فٹ بال یا والی بال۔ ایسی ایسی کھیلیں دنیا ایجاد کر چکی ہے اور مفہوم اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ تفریحات کے لفظ کے اندر سیر و سیاحت بھی آ جاتی ہے، SKATING بھی آ جاتی ہے، بڑے پہاڑوں پر چڑھنا۔ یہ ساری چیزیں شامل ہو جاتی ہیں۔ اب یورپ کے لئے

کھیل کی طرف زیادہ توجہ

ایک مصیبت بن رہی ہے، بلکہ ساری مغربی دنیا کے لئے۔ پہلے ساڑھے چھ دن کام کیا کرتے تھے۔ پھر چھ دن ہوا۔ اب پانچ دن کام رہ گیا ہے۔ اور پانچویں دن میں سے بھی آدھا دن وہ نسبتاً چھٹی کا گزار لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پھر چھٹیاں لیتے ہیں اور بہت بڑا روپیہ کھیلوں پر خرچ ہو رہا ہے اور سیر و تفریح پہ ضائع ہو رہا ہے۔ اتنا زیادہ کہ اس میں صرف صحت کے تقاضے شامل نہیں ہیں بلکہ بات اس سے آگے بڑھ جاتی ہے اور اور سیر و تفریح یعنی لعب، لہو میں داخل ہو جاتی ہے اور لہو لعب میں اور ایک جگہ جا کر دونوں ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ چنانچہ آجکل جو کھیل کا تصور ہے اس میں

بے حیائی اور بدمعاشی کا تصور

بھی داخل ہو گیا ہے۔ جو سب سے گندا مزاج اور بدمعاش ہو اس کو Play Boy کہتے ہیں جس کے اندر حیا کا کوئی تصور نہ پایا جائے اس کا اصطلاحی نام اب مغرب میں PLAY BOY بن گیا ہے۔ کھیلنے والا۔ اور جتنی بھی ایڈوانسڈ (ADVANCED) قسم کی، جدید قسم کی کھیلیں ہیں ان کے اندر بدمعاشی اور بے حیائی اس طرح رچ گئی ہے کہ بعض دفعہ ایک کو دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اور اس کے نتیجے میں وہ زندگی کی اعلیٰ اقدار سے غافل ہو جاتے ہیں۔ انسانی ہمدردی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اپنے مقاصد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے غافل ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ کھیل کا رجحان جہاں بھی حد سے تجاوز کرتا ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی کا رجحان بھی ساتھ ہی بڑھتا ہے۔ وہاں مذہبی اقدار کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اپنے معاشرے میں بھی آپ دیکھ لیجئے کہ جہاں جہاں بچوں میں لہو و لعب بڑھتی ہے وہاں نمازوں کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے، سنجیدگی کم ہونے لگ جاتی ہے، پڑھائی کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ آپ دیکھیں گے کہ ٹیلیویژن کے اوپر لڑکے کرکٹ دیکھ رہے ہیں لیکن نماز کا اعلان ہوتا ہے، اذان ہوتی ہے تو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ یعنی لعب غالب آ جاتی ہے انکے اوپر اور جن لوگوں پر لعب غالب آتی ہے یعنی کھیل کی دلچسپیاں، یہ ان کی تقدیر ہے کہ وہ آہستہ آہستہ لہو میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسا فطری جوڑ ہے

کھیل کود میں ضرورت سے زیادہ انہماک

کا، آوارہ مزاجی اور بے حیائی کیساتھ کہ ایک رجحان دوسرے میں خود بخود داخل ہو جاتا ہے۔ انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ سنجیدگی پاکیزگی پیدا کرتی ہے اور کھیل کود کا مزاج بے حیائی پیدا کرتا ہے اور بے حیائی کیساتھ زینت کا تعلق ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ جب انسان زینت میں داخل ہو جائے یعنی دنیا کی زینتوں میں تو اس بات سے قطعاً بے نیاز ہو جاتا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کو ادنیٰ ضرورتیں مہیا نہیں ہیں۔ کوٹھیوں کی سجاوٹ اور اعلیٰ قسم کی زندگی کے حصول کے لئے جس میں حُسن زیادہ ہو، دکھاوا زیادہ ہو، لوگ دیکھیں اور کہیں کہ یہاں تو کمال ہو گیا، ایسی خطرناک

دوڑ شروع ہو جاتی ہے

کہ انسانی دماغ یہ توجہ ہی نہیں کرتا کہ مجھ سے نیچے ایسے لوگ ہیں جو غریب ہیں، جن کے پاس پہننے کیلئے کپڑے نہیں ہیں، جن کو روٹی میسر نہیں ہے، جن کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ ادھر دیکھنے کی بجائے وہ ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں جن کو زیادہ زینت مہیا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک ہمسایہ ہے جس نے بہت بڑی کوٹھی بنالی ہے، ایک اور ہمسایہ ہے جس کے پاس بہت اونچی کار آگئی ہے، ایک اور ہمسایہ ہے جس نے ماڈرن فرنیچر خرید لیا ہے، ایک ایسا ہمسایہ آگیا ہے نظر میں جس نے وڈیو ریکارڈر خریدا ہوا ہے۔ تو زینت جو ہے وہ رفتہ رفتہ تفاخر میں تبدیل ہوتے ہوتے تکاثر میں بدل جاتی ہے۔ پہلے فخر شروع ہو جاتے ہیں کہ دیکھو میرا گھر زیادہ خوبصورت ہے، میری چیزیں زیادہ اچھی ہیں۔ تو فخر جو ہے وہ پھر تکاثر کی دوڑ میں داخل ہو جاتا ہے۔ چین ہی نہیں آتا جب تک ایک دوسرے سے سبقت نہ لے جائیں۔ اور یہ تکاثر بالآخر انسانی ذہن اور توجہ کو اس طرح مسخ کر دیتا ہے کہ مال کی ذاتی محبت غلبہ پا جاتی ہے اور قوت کی ذاتی محبت غلبہ پا جاتی ہے۔

سیاسی برتری اور اموال کی برتری

اسی کے دو نام ہیں۔ امیر قومیں بالآخر ان دو چیزوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور تمام نیکیوں سے محروم کرنے اور تمام برائیوں کو پیدا کرنے کی ذمہ دار یہ چیزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آخر پہ کیا ہوتا ہے؟ ان چیزوں کی پیروی کچھ دیر لذتیں بخشتی ہے، لیکن ان کے حصول کے بعد رفتہ رفتہ ان کی لذتیں ختم ہونے لگ جاتی ہیں۔ انسان جس کو لہلہاتی ہوئی کھیتی سمجھ رہا تھا، جس کی طرف دوڑ رہا تھا۔ خوش ہو رہا تھا کہ اب مجھ پر گویا فضل نازل ہو گیا ہے، بہت خوبصورت نظر آنیوالا انسان بن گیا ہوں، میری طرف توجہات مبذول ہو رہی ہیں، جس طرح کھیتی لہلہاتی ہے، اس طرح دنیا کے یہ رزق اور دنیا کے پانی مجھے راس آگئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بعد

ایک دوسرا دور

شروع ہوتا ہے جس میں انسان دیکھتا ہے کہ یہ لہلہاتی ہوئی کھیتیاں زردی میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ لذتوں کا حصول جس کی وہ پیروی کرنا چاہتا تھا وہ اسے حاصل نہیں ہوتا۔ کچھ دیر کے بعد بیچینی اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ انسان جوانی سے بڑھاپے میں داخل ہونا شروع ہو جاتا ہے قومیں ایک حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف جا کر ان حالتوں میں کھو جاتی ہیں اور قومی طور پر ان پر بڑھاپا آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ جو کچھ انہوں نے حاصل کیا اس زندگی میں، وہ دوسروں کو تو خواہ کتنا ہی حسین نظر آرہا ہو، خود فی ذاتہٖ وہ قومیں اس کی لذت سے محروم ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ انسان اپنے اوپر بھی دیکھے تب بھی یہی بات صادق آتی ہے اور قومی نظر سے دیکھے تب بھی یہ بات صادق آتی ہے۔ ایک آدمی ایک چیز حاصل کر کے چند دن اس پہ خوش ہو جاتا ہے جس طرح بچہ کھلونے سے کھیلتا ہے کچھ دیر اس کو بڑا مزا آتا ہے لیکن وہی کھلونا پُرانا ہو کر اس کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو پہلی دفعہ کیمرہ ملتا ہے۔ وہ بڑا خوش ہوتا ہے۔ تصویریں کھینچتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کیمرے سے اس کی دلچسپی ختم ہو کر اور کیمروں کی طرف ہو جاتی ہے، جو اس کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اور یہ جو مزید کی خواہش ہے یہ اس کے اندر بیقراری پیدا کر دیتی ہے۔ جو حاصل ہوا ہے اس پر

اطمینان نہیں رہتا

انسان ایک نئی کوٹھی میں داخل ہوتا ہے۔ بڑا مزہ آرہا ہے۔ کچھ دیر کے بعد اپنائیت کی وجہ سے بوریت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کہتا ہے اوہو، فلاں کی جو کوٹھی میں نے دیکھی تھی وہ تو بہت اچھی تھی۔ تو سبز نظر آنیوالی ہر چیز اس کے لیے زردی میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ یہانتک کہ جب وہ اپنے انجام کو پہنچتا ہے تب اسکو یہ محسوس ہوتا ہے کہ

مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

کہ زندگی تو دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں تھی۔ میں خواہ مخواہ اس کی پیروی کرتا رہا۔ ایک چیز سے اچھل کر دوسری کی طرف مائل ہوا، دوسری سے تیسری کی طرف۔ آخر کار میرے ہاتھ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں آیا کہ جو کچھ میں نے پایا تھا۔ اس کو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جو لذتیں حاصل کی تھیں وہ لذتیں بالآخر زائل ہو گئیں اور سوائے خواب اور دھوکے کے میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ انجام کار اس کو یہ معلوم ہوتا ہے۔

قوموں کا بھی یہی حال ہے

یورپ میں جانیوالے جانتے ہیں کہ ساری یورپین تہذیب اپنے ماحصل سے مایوس ہو چکی ہے۔ جو کچھ انہوں نے حاصل کیا لذتوں میں، وہ اب ان کے لیے پرانا ہو گیا ہے۔ نئے نئے رستوں کی تلاش کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ تکاثر کے نتیجے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جس قومی دوڑ میں داخل ہو گئے ہیں اس نے خطرات پیدا کر دیئے ہیں۔ ان کو نظر آرہا ہے کہ کوئی بعید نہیں کہ جو کچھ ہم نے حاصل کیا تھا دیکھتے دیکھتے یہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیگا۔ انتہائی مایوسی کا عالم ہے۔ یورپ میں جتنی بھی نئی موومنٹس چل رہی ہیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ قرآن کریم کا

یہ بیان سچا ہے

کہ کچھ عرصے تک لذتوں کے حصول کے بعد تم خود ان لذتوں میں دلچسپی کھو دو گے۔ بالآخر تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا۔

مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ آج مغرب کی آواز بھی یہی اُٹھ رہی ہے کہ ہم نے کیا حاصل کیا؟ حقیقت میں ہمیں چین نصیب نہیں ہوا۔ اتنی بیچینی، اتنی بیقراری ہے آج ان ترقی یافتہ قوموں میں اگر خودکشی کا رجحان کوئی پیمانہ ہو سکتا ہے تو سب سے زیادہ خودکشی آج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترقی یافتہ قوموں میں پائی جاتی ہے۔ اگر پاگل پن کوئی پیمانہ ہو سکتا ہے تو اس کثرت کے ساتھ پاگل پیدا ہو رہے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ان قوموں کے پاس ذرائع بہت زیادہ ہیں اور ہمارے ملک کے پاگل خانوں کی نسبت انہوں نے

سینکڑوں گنا زیادہ پاگل خانے

بنائے ہوئے ہیں، پھر بھی وہ پاگل خانے بھر جاتے ہیں اور پاگل رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ پھر وہ دوسرے HOMES بناتے ہیں۔ پھر ایسی اور سوسائٹیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان کی مدد کے لیے۔ چنانچہ صرف امریکہ میں اتنے پاگل خانے ہیں کہ (ان کی EXACT گنتی تو مجھے یاد نہیں لیکن) میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر ہندوستان اور پاکستان بلکہ سارے مشرق کے پاگل خانے ملا لیے جائیں تو اس سے کئی گنا زیادہ صرف امریکہ میں پاگل خانے ہیں اور کیوز CUES لگے ہوئے ہیں اور باری نہیں آرہی۔ اور کچھ مینٹل ہومز (MENTAL HOMES) ہیں جو اس کے علاوہ ہیں۔ ذہنی بے چینی کا اس وقت یہ عالم ہے کہ صرف ویلیم (VALIUM) پر، جو ایک معمولی سی دوائی ہے، پچاس کروڑ ڈالر یا پانچ ارب روپیہ سالانہ خرچ ہو رہا ہے، جو بعض ممالک کی کل آمد سے بھی بڑھکر ہے۔ وہ صرف ذہنی بےچینی کو دور کرنے کے لیے ایک دوائی کے اوپر خرچ کر رہے ہیں اور سارے DRUGS پر امریکہ میں جو خرچ ہو رہا ہے وہ مشرق کے

بہت سارے ملکوں کی اجتماعی دولت

سے بھی زیادہ ہے۔

یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لیے کہ ان کا دل گواہی دے رہا ہے کہ

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

ہم نے جو کوشش کی تھی حصولِ لذت کی، اس میں ہم ناکام ہو گئے ہیں۔ ایک منزل سے دوسری کی طرف بڑھے، دوسری سے تیسری کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ بالآخر ہم نے یہ دیکھا کہ وہ سب کچھ جو ہمارا ماحصل تھا وہ ایک ایسی زردی میں تبدیل ہو گیا ہے جس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ سبز کھیتی جس طرح لذت عطاء کرتی ہے نگاہ کو۔ اگر وہ پھل دینے سے پہلے مرنی شروع ہو جائے، تو زمیندار کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ نقشہ قرآن کریم کھینچ رہا ہے۔ بیچ میں کہیں پھل کا ذکر نہیں۔ فرماتا ہے کھیتیاں لہلہاتی تو نظر آئیں گی تمہیں، لیکن ان کو پھل نہیں لگے گا۔ وہ دیکھتے دیکھتے خشک ہونے لگیں گی اور خشک ہو کر جب زردی میں تبدیل ہوں گی پھر تمہیں تکلیف ہونی شروع ہو گی اور اس تکلیف کے نتیجے میں تم محسوس کرو گے کہ جو کچھ ہم نے حاصل کیا تھا سب ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ کچھ بھی ہمارے پاس نہیں رہا۔ تب

دل کی آواز

اٹھتی ہے:

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

یہ ویسا ہی نقشہ ہے جس طرح انفرادی طور پر ہر انسان کی زندگی میں آتا ہے۔ میر درد نے اسی حالت پر غور کیا تو یہ شعر کہا ؎

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جب انسان موت کے قریب آتا ہے تو ہر فرد بھی یہی گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ خواہ مخواہ کی دوڑ دھوپ لگائی ہوئی تھی ہم نے۔ جو کچھ حاصل کیا تھا وہ تو ہم پیچھے چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ اور جو حاصل کیا تھا وہ چینِ جان اور آرامِ دل پیدا نہیں کر سکا۔ ناکامی اور حسرت کے ساتھ ایسے لوگ جان دیتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ انجامکار پھر یہ ایسے دور میں داخل ہو جائیں گے کہ

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔

شدید قسم کا عذاب

آخرت میں ان کے لیے مقدر ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ عذاب اس دنیا میں شروع ہو جاتا ہے۔ فرداً فرداً بھی وہ لوگ جو خدا سے غافل ہو کر ان چیزوں کی پیروی کرتے ہیں ان کی زندگی ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتی ہے اور بالآخر یہ عذاب بڑھتا رہتا ہے اور قومی لحاظ سے بھی شدید عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو آخرت سے اس دنیا کا انجام بھی مراد ہے اور اس دنیا کے بعد اگلی دنیا میں جو کچھ پیش آنا ہے اس کا بھی ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

صرف عذاب ہی کی خاطر انسان کو پیدا نہیں کیا گیا۔ ناکامیوں اور مایوسیوں کیلئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ یہ سارے جذبے جو بیان کئے گئے ہیں، یہ محرکات ہیں زندگی کے۔ اگر ان کا صحیح استعمال شروع ہو جائے تو اس کے نتیجے میں مغفرت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہو سکتی ہے اور رضائے باری تعالیٰ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ بنیادی طور پر زندگی کی شکل وہی رہے گی جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ اس سے تبدیل شدہ کوئی شکل بیان نہیں کی گئی۔ مگر یہ سارے جذبے جو انسان کو ایک منزل سے دوسری کی طرف لے کے جاتے ہیں ان کو ایسا رُخ دیا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

مغفرت اور رضوان کا موجب

بن جائیں۔

فی ذاتہٖ کھیل کود اور لہو و لعب یا عیش و عشرت ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان کلیتہً جدا ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ لیکن ہمیشہ جب کھیل کود خدا تعالیٰ کی محبت کے مقابل پر آئے اور کھیل کود کو انسان قربان کر دے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اختیار کرے تو یہی انسانی جذبہ مغفرت اور رضوان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

شہواتِ نفسانی بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ مومن کی زندگی میں شہوات کا کوئی دخل نہیں۔ مگر جب وہ تابعِ مرضیٔ مولیٰ ہو جائیں تو مغفرت اور رضا کا موجب بن جاتی ہیں۔ اور خدا کی خاطر شہوات چھوڑنے کا نام اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

پھر زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مومن بھی زینت اختیار کرتے ہیں لیکن ان کی

زینت کا تصور بدل جاتا ہے

وہ لباس التقویٰ میں زینت حاصل کرتے ہیں۔ اس سے عاری رہ کر تو کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ زینت کی تمنا تو ہر انسان کو حاصل ہے۔ مگر

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات آیت: ۱۴)

وہ ایسی زینت اختیار کرنے لگ جاتے ہیں جس میں ان کو ظاہری زینت کی نسبت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور چین دل وہ بھی پا رہے ہیں اس زینت میں، لیکن وہ مختلف قسم کی زینت ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جب وہ ایسی زینت حاصل کرتے ہیں تو ان میں بھی رشک کے جذبے ہیں۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھیں۔ لیکن وہ جو سبقت ہے اس کا نقشہ یوں کھینچتا ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ان کے اندر بھی مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے، وہ بھی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں، لیکن ان کی

سبقت کا رُخ بدل جاتا ہے

وہ اموال اور اولاد میں سبقت کی بجائے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے حصول میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور رضائے باری تعالیٰ میں سبقت کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

ایک ہی قسم کی زندگی میں مبتلا ہونے والے دو قسم کے لوگ دکھائے گئے ایک وہ جو دنیا کو اپنا مدعا اور شعار بنا لیتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا میں رہتے ہوئے، بظاہر اسی قسم کی زندگی بسر کرتے ہوئے اللہ کو، اپنے رب کو اپنا مدعا اور مطلوب بنا لیتے ہیں۔ فرماتا ہے ان کی زندگی ناکام نہیں ہوتی۔ نہ اس دنیا میں ان کو عذاب نصیب ہوتا ہے، نہ اُس دنیا میں ان کو عذاب ملتا ہے۔ اس دنیا میں بھی وہ اللہ سے راضی رہتے ہیں اور اُس دنیا میں بھی وہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ اِس دنیا میں بھی اللہ کی مغفرت کے نمونے دیکھتے رہتے ہیں اور اُس دنیا میں بھی اللہ کی مغفرت کے نمونے دیکھیں گے۔

پس یہ وہ پاکیزہ نقشہ ہے اور موازنہ ہے چند الفاظ میں، جس میں ساری انسانی زندگی کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کو چاہیئے

کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ان تمام چیزوں میں یہ پیش نظر رکھے کہ نہ لعب غالب آئے، نہ لہو غالب آئے، نہ زینت غالب آئے، نہ تفاخر غالب آئے، نہ تکاثر غالب آئے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں کہ اگر وہ دنیا کے لحاظ سے قوموں پر غالب آجائیں تو قومیں تباہ ہو جایا کرتی ہیں۔ بلکہ ان سارے جذبات کو مذہبی اقدار میں تبدیل کریں اور مذہبی اقدار کی پیروی کی طرف اپنی توجہات کو مبذول کر دیں۔

لذتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ یہ وعدہ فرما رہا ہے کہ تمہیں کم نہیں حاصل ہوں گی۔ مثلاً لہو ہے لھو اختیار کرنے میں بھی ایک لذت ہے۔ مگر اللہ کی خاطر چھوڑنے میں بھی ایک لذت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لذت زیادہ ہے۔ زینت میں لذت تو ہے لیکن ظاہری زینت میں بھی ایک لذت ہے اور باطنی زینت میں بھی ایک لذت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کو باطنی زینت حاصل ہو جائے ان کو ظاہری زینت کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور بے نیازی بتا رہی ہے کہ اندرونی زینت

زیادہ لذت کا موجب ہے

اسی طرح تکاثر جو ہے یعنی مال اور اولاد میں تکاثر، جب مغفرت اور رضوان کے تکاثر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے دوڑ شروع ہو جاتی ہے مومنوں کی کہ ہم رضائے باری تعالیٰ کو زیادہ حاصل کریں، تو اس میں ایسی لذت پاتے ہیں وہ ان ساری چیزوں کو حقیر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پھر یہ ساری چیزیں وہ شوق سے اللہ کے سامنے نچھاور کر دیتے ہیں۔ اُن کو ان کی پرواہ ہی نہیں رہتی۔ ان سے بے تعلق DETACH ہونے لگ جاتے ہیں اور ان کو یوں نظر آتا ہے کہ جس طرح ان میں جان ہے ہی کوئی نہیں۔ دیکھتے ہی اس کو زرد ہیں۔ دنیا کو ایسی حالت میں دیکھتے ہیں جو ان کی کشش کو جذب نہیں کر سکتی۔ بے کیف زندگی دکھائی دیتی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اس سے ایک علیحدہ زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کی توجہ کو اب زیادہ بہتر مقصد مل گیا ہے۔

یہ وہ نقشہ ہے جو جماعت کو اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس کو اختیار کئے بغیر ہم دنیا میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

یہ وہ اسلامی معاشرہ ہے

جس کی تصویر کھینچی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے آخر پر جس کی تصویر کھینچی ہے جبتک ہمیں یہ معاشرہ حاصل نہیں ہوتا ہم دنیا کے معاشرے کو بدل نہیں سکتے۔ بلکہ جب بھی ہم میں سے کوئی اس معاشرے میں جائے گا وہ مغلوب ہو جائے گا۔

میں نے دیکھا ہے کمزور طبیعت کے لوگ انگلستان اور یورپ کے سفر میں جب ظاہری طور پر لہو و لعب کو کھل کھیلتا دیکھتے ہیں تو بے انتہا مغلوب ہو جاتے ہیں ذہنی طور پر۔ وہ سمجھتے ہیں لو جی، اصل زندگی تو ہے ہی یہی۔ ہم تو خواہ مخواہ خراب ہی رہے دنیا میں۔ ہم نے کیا حاصل کیا۔ کچھ بھی نہیں۔ رہنا ان کو آتا ہے، پہننا ان کو آتا ہے، اوڑھنا بچھونا ان کو آتا ہے۔ کیسی خوبصورت گلیاں ہیں، کیسے خوبصورت محل بنے ہوئے ہیں، خوبصورت BEECHES ہیں، سمندر کے کنارے ہیں، باغات ہیں، پارک ہیں۔ تو ساری زندگی یہیں پڑی ہے۔ ہم تو خواہ مخواہ جس کو پنجابی میں کہتے ہیں۔

نجل خراب ہی ہوندے رہے اُسی۔ یعنی عمر ضائع اور خراب کر دی اپنی۔ تو وہ یہ تاثر لے لیتے ہیں۔ کیوں لیتے ہیں؟ اس لیے لیتے ہیں کہ اس کے مقابل پر ان کی ذات میں کوئی اعلیٰ اقدار نہیں ہوتیں جن سے وہ راضی ہوں۔ خالی برتن لے کے جاتے ہیں، اس لیے وہ اس گندگی سے بھر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سب اقدار کے بدلے تم بہتر اقدار اپنے اندر پیدا کرو اور

مغفرت اور رضوان میں سبقت

لے جانے کی عادت ڈالو۔ جب تمہاری توجہ اپنے رب کی طرف مبذول ہو جائیگی اور اس کی رضا کی طرف مبذول ہو جائے گی تو یہ چیزیں لذت کھو دیں گی۔ پھر تم ان کو کھوکھلے برتنوں کی طرح دیکھو گے۔ تم نظر تو ڈالو گے ان پر، لیکن رحم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نظر ڈالو گے رشک اور حسد کی نظر نہیں ڈالو گے۔ تم اپنے آپ کو بہتر انسان سمجھو گے۔

چنانچہ دونوں نظر سے جائزہ لینے والے وہاں میں نے دیکھے۔ بعض عدم تربیت یافتہ نوجوان احمدی بھی ایسے تھے جو یورپ سے مغلوب ہو جاتے تھے اور بعض ایسے سنجیدہ قسم کے لوگ تھے جن کو عبادت کی لذتیں حاصل تھیں، جن کو ذکرِ الٰہی کا مزہ حاصل تھا، جو جانتے تھے کہ مذہبی اقدار ہی

باقی رہنے والی اقدار

ہیں، وہ نہایت حسرت کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتے تھے اور رحم کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتے تھے کہ یہ قومیں ذلیل اور تباہ ہو رہی ہیں۔ باوجود اپنی عظمتوں کے ان کو کچھ بھی نہیں مل رہا۔ چنانچہ بکثرت مجھے ایسے احمدی خاندان ملے جن کو وہاں دنیا کمانے کے بہترین ذرائع میسر ہیں۔ لیکن ایسا دل اُچاٹ ہو گیا ہے ان چیزوں سے کہ وہ مجھ سے اجازتیں لیتے تھے کہ باوجود اس کے کہ بظاہر پاکستان میں ہمارا کوئی مستقبل نہیں ہے ہمیں اجازت دیں ہم اس ملک کو دفع کر کے وہاں واپس پہنچ جائیں۔ ایسی مائیں میرے پاس آئیں جو زار و قطار رو رہی تھیں۔ اس قدر درد تھا ان کے دل میں کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ بات نہیں کی جاتی تھی۔ ان کا درد مجھے بھی مغلوب کر رہا تھا۔ آخر پر جب پوچھا کہ آپ کو کیا غم لگ گیا ہے۔ انہوں نے کہا غم کیا لگ گیا ہے۔ میرے بچے جو بڑے ہوئے ہیں ان میں سے بعض مغربی زندگی سے متاثر ہو کر سمجھتے ہیں کہ زندگی کی لذتیں یہی ہیں اور میں جانتی ہوں کہ یہ

ان کی تباہی اور ہلاکت ہے

اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کچھ بچے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احساس اور درد رکھتے ہیں۔ وہ مجھ پہ زور دیتے ہیں کہ اس جگہ کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ ہمیں یہ ملک نہیں چاہیئے۔ نہ ہمیں یہاں کی مال و دولت چاہیئے، نہ یہاں کی تعلیم چاہیئے، نہ ہمیں یہاں کی بڑائیاں چاہئیں۔ پاکستان میں جا کر غریبانہ گزارا کر لیں گے، مگر ان چیزوں میں پڑ کر ہم ہلاک نہیں ہونا چاہتے۔

ایسی عورت ایک نہیں تھی۔ دو، تین نہیں تھیں۔ بہت ساری ایسی مائیں مجھے ملیں جنہوں نے یہی درخواست کی کہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس وطن کو چھوڑ کر نکل جائیں۔ بہت سے ایسے نوجوان ملے جنہوں نے کہا کہ بظاہر ہم یہاں بہت خوش ہیں، ہمیں کوئی تکلیف نہیں، JOB بھی ہے۔ لیکن دل اچاٹ ہو گیا ہے بُری طرح۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے ان چیزوں کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ آج ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے، لیکن ہمیں پتہ ہے کہ کل ہمارے بچے جب بڑے ہوں گے تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اس لیے ہمیں اجازت دیں کہ ہم واپس آ جائیں۔

میرا دل حیران بھی ہوتا تھا اس نظارے سے اور خوش بھی ہوتا تھا کہ خدا کے ایسے مومن بندے، باوقار بندے، آزاد بندے جماعت احمدیہ کے افراد کی حیثیت سے یورپ میں بس رہے ہیں جن پر اس سوسائٹی کا ادنیٰ سا بھی اثر نہیں ہے۔ ایک ماں روتی ہوئی آئی اور مجھے کہا کہ میرے بعض بچے دین میں کم دلچسپی لے رہے ہیں اور میں سوچ رہی ہوں کہ میری

زندگی کی ساری کمائی

ضائع ہو گئی۔ آخر میں نے یہاں آ کر محنت کی تھی، ان بچوں کو بنایا تھا۔ ان کو اس لیے بنایا تھا کہ یہ کچھ حاصل کر جائیں۔ مگر دنیا حاصل کر لیں اور دین کھو جائیں، یہ تو میرا مقصد نہیں تھا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ میں ایک ویرانے میں پہنچ گئی ہوں۔ ساری زندگی کی کمائی آخر پر حسرت کے سوا کچھ نہیں رہی۔ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا کا کیسا اچھا نظارہ انہوں نے کھینچا۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس سوکھی کھیتی کو پھر ہرا بھرا کر دے۔ چنانچہ اس کے کفارے کے طور پر انہوں نے اپنے ہاتھ کا سارا زیور اتار کے دین کے رستے میں پیش کر دیا کہ اگر میری گریہ وزاری قبول نہیں ہوتی تو خدا اس بات پر رحم کرے اور دیکھ لے کہ مجھے دنیا کے مال سے کوئی محبت نہیں۔ مجھے میری اولاد چاہیئے۔ اس لیے میری دعا ہے کہ اللہ مجھے میری اولاد واپس کر دے۔

میں نے یہ مضمون اس لیے چھیڑا ہے کہ آپ بھی حقیقت میں

آزاد مردوں اور آزاد عورتوں کی طرح

زندگی گزاریں یعنی دنیا کی لذتوں سے آزاد اور صرف اللہ کی طرف جھکنے والے۔ کیونکہ جو لوگ باہر گئے ہیں انہوں نے بغور قریب سے اس سوسائٹی کا مطالعہ کر کے وہی نتیجہ اخذ کیا ہے جو قرآن کریم ان آیات میں پیش فرما رہا ہے۔ اور جہاں اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے دعائیں کریں وہاں اپنے ان بھائیوں اور بہنوں اور بچوں کے لیے بھی دعائیں کریں جو غیر ملکوں میں بس رہے ہیں۔

کئی قسم کے خطرات ان کو درپیش ہیں اور ہمارے لیے مشکل یہ ہے کہ ہم ان سب کو واپس آنے کی بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ ان سے میں کہتا ہوں کہ اگر تم نے وہاں اسلام کا جھنڈا نہ گاڑا، اگر تم نے وہاں مضبوط قدموں کے ساتھ پیش قدمی نہ کی اور مغلوبیت کے خوف سے بھاگ آئے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا، کون آئے گا جو اس دنیا کو پیغام دے گا؟ اس لیے زخم بھی لگتے ہیں اس راہ میں۔ ان زخموں کو اس وجہ سے قبول کرو کہ آخر تم نے دنیا پر فتح یاب ہونا ہے۔ زیادہ دعائیں کرو، زیادہ توجہ کرو، اولاد کی تربیت کی زیادہ کوشش کرو۔ کیونکہ

اگر ہم نے یہ نہ کیا

اور مغرب سے ڈر کے مارے ہم بھاگ آئے تو پھر ان کو بدلے گا کون؟ پھر تو مجھے کوئی ایسی قوم نظر نہیں آتی جو ان کی ہلاکت کی تقدیر کو بدل سکے۔

پس جہاں اپنی حفاظت کریں، ان لذتوں میں اپنے آپ کو ضائع نہ کریں، اپنے وقار کو قائم رکھیں، اعلیٰ مقاصد کی حفاظت کریں، اپنی ذات میں وہ عظمت کردار حاصل کریں جو سب سے زیادہ انسان کو لذت پہنچاتی ہے اور تسکین بخشتی ہے، وہاں اپنے ان بھائیوں اور بہنوں کے لیے بھی دعائیں کریں جو غیر قوموں میں آج اسلام کے سفیر بنے ہوئے ہیں۔ خدا کرے ہر میدان میں ان کو فتح نصیب ہو اور ایسی فوجوں میں تبدیل نہ ہو جائیں جو فتح کرنے جاتی ہیں لیکن اُن کے سارے سپاہی وہیں کٹ مرتے ہیں اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کچھ زخم تو لگیں گے اس راہ میں۔ جہاد میں لگتے ہی ہیں۔ لیکن بالآخر فتح ہمارے مقدر میں لکھی جانی چاہیئے۔ غیر کے مقدر میں نہیں لکھی جانی چاہیئے۔ اس کے لیے

بہت دعاؤں کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین کا جھنڈا ہم اس مضبوطی سے مغربی اقوام میں گاڑ دیں کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے وہاں سے اکھاڑ نہ سکے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوبصورت اور مضبوط دانت

جدید ترین طریقہ سے بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں۔ ٹیڑھے اور بدصورت دانت خوبصورت کئے جاتے ہیں۔ دانتوں کو ٹھنڈا پانی لگنا یا درد ہونیکا فوری علاج کیا جاتا ہے۔

شریف ڈینٹل کلینک فون ۵۴۳ نزد مسجد اقصیٰ ربوہ

نظر اور دھوپ کی عینکوں کیلئے **شبیر آپٹیکل سروس**

عینک سے نجات

سرمہ طفیل قیمت ۱½ روپے

موتیا کا بغیر اپریشن علاج۔ دھند۔ جالا۔ ککرے آنکھوں سے پانی بینائی کی کمزوری۔ آنکھوں کی ہر بیماری کے لئے بیحد مفید۔

حکیم محمد طفیل رجسٹرڈ سابق صدر طبیہ کمیٹی جوہی حال:۔ کوٹہ کلاتھ گوبازار۔ ربوہ ضلع جھنگ

رجسٹرڈ نمبر ۱۴۵۹۷-H

اٹھرا، بانجھ پن، نرینہ اولاد سے محروم عورتوں کے لئے اُمید کی کرن

اس کے علاوہ مردانہ، زنانہ خاص امراض کے لئے مفصل حالاتِ بیماری لکھ کر دوا اور مخلصانہ مشورہ حاصل کریں۔

ایک خط لکھکر فہرست ادویات منگوا سکتے ہیں

حکیم حمید احمد اختر رجسٹرڈ طبیب درجہ اول

المنار دواخانہ ربوہ

معدہ کا السر

STOMACH ULCER CURE

معدہ کا السر۔ زخم۔ پھوڑا۔ 4 کیپسولز کا کورس قیمت فی کورس 15/- درجن 135/- گرس 1512/- روپے

بونس علاوہ۔ نرخنامہ اور 140 کیورز کا لٹریچر مفت

ڈاک خرچ 5/- سٹاکسٹوں کے لئے فری ڈاک

ضمانتی کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ پاکستان

کئی سال سے آپکی بے لوث خدمت کرنیوالا واحد ادارہ

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ

سکنی و زرعی اراضی۔ مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے آپ کی خدمت کا متمنی۔

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ

انس مارکیٹ ربوہ

فون ۴۳۶

دفتر:۔ ۵۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ھو الناصر

کراچی میں آپکے ذوق کے عین مطابق معیاری سونا کے دیدہ زیب اور پرکشش زیورات کا مرکز۔ آپ کی اپنی دوکان

الکریم جیولرز (ایئر کنڈیشنڈ)

بازارِ فیصل (بالمقابل مینا بازار) کریم آباد چورنگی کراچی

نیز جدید دور کے ڈیزائن اور جڑاؤ و حسب پسند زیورات آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

پروپرائیٹرز:۔ میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

الکریم جیولرز

بازارِ فیصل (بالمقابل مینا بازار) کریم آباد چورنگی کراچی

جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے

الحمرا اسٹیٹس فون آفس ۳۸۵۲ فون رہائش ۳۸۳۰

۹۹ سول لائنز سرگودھا

ھر قسم کی عمارتی لکڑی

دیودار۔ کیل۔ چیل۔ پڑتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں

۵۳۔ فیروزپور روڈ بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور

سٹار ٹمبر سٹور فون ۶۱۷۰۴۱

جدید فیشن کے مطابق

• سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات • اور چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے

فون نمبر ۵۲۶۲۳، ۶۳۸۵۱

کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم

فرحت علی جیولرز لاہور

سنہ ۱۹۱۱ سے ایک ہی نام

حکیم انوار احمد جان جانشین و فرزند حکیم نظام جان جو کہ حضرت والد صاحب کی حسب تمنا دواخانہ کے اسی نام سے دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہیں

بے اولاد نرینہ اولاد سے محروم دکھی عورتوں کے لیے پُر اُمید واحد جگہ

دواخانہ حکیم نظام جان

زیر نگرانی: حکیم انوار احمد جان، چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

فون: ۲۳۹۹۷